مطبوعات

الاخوان المسلمون اور ان کی دعوت | تقریر حسن البنا شہید رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ از طٰہٰ یٰسین۔ رفیق دارالعروبہ راولپنڈی۔ شائع کردہ: مکتبہ چراغ راہ۔ ۹۔ لوٹیا بلڈنگ آرام باغ روڈ کراچی قیمت ایک روپیہ چار آنے

تجدید و احیائے اسلام کی جو روح مسلمانانِ عالم کی نئی نسل میں تقلید مغرب کے تلخ تجربات کے بعد ابھر رہی ہے، عربی ممالک میں اس کی مظہر مشہور دینی تنظیم "الاخوان المسلمون" ہے۔ اس تنظیم کے داعی حسن البنا شہیدؒ نے یہ تقریر اس کی تاسیس کے دس سال بعد ۱۹۳۸ء میں اس کے پانچویں کھلے اجلاس کے موقع پر کی تھی۔ جماعت "الاخوان المسلمون" اگرچہ آج اس مرحلے سے بہت آگے نکل آئی ہے جس میں وہ اس تقریر کے زمانے میں تھی لیکن یہ تقریر اپنی اصولیت، اپنی جامعیت اور اپنی روحانیت کی وجہ سے آج بھی اس کے لیے مشعل راہ ہے۔ اس میں اس تحریک کے اصول و منہاج کو داعی شہیدؒ نے کھول کر پیش کر دیا ہے جس کے لیے اخوان کو جمع کیا گیا تھا۔ اس میں وقت کے بہت سے سوالات اور شکوک و شبہات کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ اخوان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ "اسلام دراصل وہی اسلام ہے جو زندگی کے سارے شعبوں اور اس کے تمام مسائل کو محیط ہو۔" (ص۲۳) اور "تمام اسلامی تعلیمات کی اساس اور اس کا سرچشمہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے" (ص۲۴)۔ تحریک اخوان کی جامعیت یوں واضح کی ہے کہ: "الاخوان المسلمون ایک سلفی دعوت ہے"۔ "الاخوان المسلمون ایک طریقہ سنیت ہے"۔ "الاخوان المسلمون ایک حقیقتِ تصوف ہے"۔ "الاخوان المسلمون ایک سیاسی جماعت ہے"۔ "الاخوان المسلمون ایک عسکری تنظیم ہے"۔ "الاخوان المسلمون ایک علمی و ثقافتی انجمن ہے"۔ "الاخوان المسلمون ایک معاشی ادارہ ہے"۔ اور "الاخوان المسلمون ایک اجتماعی فکر ہے" (ص۲۸ تا ص۳۰)۔ پھر اس تقریر میں بتایا گیا ہے کہ اخوان کی دعوت فقہی اختلافات سے دوری، اکابر اور اربابِ جاہ سے بے نیازی سیاسی جماعتوں اور انجمنوں سے اجتناب، ٹھوس تعمیری اور تدریجی طریقِ عمل، اشتہار و اعلان کے بجائے خاموش عملی کام جیسے امتیازات کی حامل ہے (ص۳۲)۔ یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ اگرچہ اخوان خدمتِ دین کے

لیے قوت کو ضروری سمجھتے ہیں، لیکن " جہاں تک متشددانہ انقلاب کا تعلق ہے، الاخوان اس کے بارے میں کچھ سوچنا ہی نہیں چاہتے۔" (۶۴) پھر یہ بات صاف صاف سنا دی گئی ہے کہ "یہاں تو یہ حال ہے کہ اسلامی قوانین حوالۂ طاق نسیان ہیں اور مروجہ قوانین کو ان سے کوئی علاقہ ہی نہیں۔ ان حالات میں مصلحین اسلام کا ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا اور حکومت و اقتدار کے لیے کوئی اقدام نہ کرنا صریح اسلامی جرم ہے۔ اس جرم کے داغ کو دھونے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ اٹھیں، آگے بڑھیں اور اقتدار کی باگ ان اسلام سے برگشتہ عناصر سے چھین لیں۔" (صـ۶۶)

تقریر سادہ اور روحانی جذبات سے لبریز ہے۔ ترجمہ خاصا ہے۔ صرف ایک مقام پر ایک چیز کھٹکی کہ الاخوان کی دعوت کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ وہ " ایمان والوں کے دلوں میں پہلے ایک حقیر تخم بن کر داخل ہوئی . . . " (صـ۵۲) اس جگہ تخم کی چھوٹائی کو حقیر کے لفظ سے بیان کرنا نامناسب ہے کیونکہ تخم تو آخر اسلامی دعوت ہی کا ہے، وہ حقیر کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے بجائے "ذرا سا" کہنا چاہیے تھا۔

یہ تقریر پاکستان کے لوگوں کو مصر (بلکہ عربستان) کی تحریک اسلامی کو سمجھنے میں مدد دے سکتی ہے۔

مکاتیب زنداں | مرتبہ: حکیم محمد شریف صاحب امرتسری، مقیم حافظ آباد۔ شائع کردہ: مکتبہ "چراغ راہ" کراچی، قیمت: مجلد مع گرد پوش دو روپے۔

یہ مجموعہ ہے پاکستان کی تحریک اسلامی کے تین نظر بندوں (۱۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی، ۲۔ مولانا امین احسن اصلاحی، ۳۔ میاں طفیل محمد قیم جماعت اسلامی) کے اُن خطوط کا جو زمانۂ نظر بندی (۴ اکتوبر ۱۹۴۸ء تا ۲۸ مئی ۱۹۵۰ء) میں ان حضرات نے وقتاً فوقتاً اپنے اعزہ و احباب کو لکھے تھے۔ بقولِ مرتب اِن خطوط میں "بعض دینی مسائل بھی ہیں، اپنی کیفیات کا بیان بھی ہے اور جیل سے باہر رہنے والوں کے لیے حرفِ تسلی بھی"۔ اور "ان خطوط کے آئینے میں تینوں حضرات کا باطن خوب نمایاں ہے"۔ نیز یہ بھی کہ ". . . . . یہ خطوط ایک ادبی خزانہ بھی بن گئے ہیں"۔

اِس مجموعۂ خطوط کے آغاز میں تینوں حضرات کا مجمل تعارف درج ہے، اس کے بعد "گرفتاری کا پس منظر" کے زیر عنوان مرتب کے قلم نے گویا اس وقت کی تاریخ کو الفاظ میں ہمیشہ کے لیے نظر بند کر دیا ہے۔ پھر

گرفتاری سے رہائی تک کی داستان کو میاں طفیل محمد صاحب نے اس خوبی سے قلمبند کیا ہے کہ پڑھنے والا بس ملتان جیل کی گویا سیر ہی کر آتا ہے۔ ان چیزوں کے شامل ہونے کی وجہ سے کتاب میں باقاعدہ "کتاب پن" پیدا ہوگیا ہے!

طباعتی محاسن کا معیار اعلیٰ ہے، مگر افسوس ہے کہ بعض بہت ہی نمایاں قسم کی غلطیاں رہ گئیں اور تصیح کا کام کما حقہٗ نہیں کیا گیا۔

قرآن اور حقیقتِ شرک | از جناب حافظ محمد سرور صاحب کوہاٹی۔ ملنے کا پتہ: مکتبہ جماعت اسلامیہ ۱/۲۱ بی، خداداد کالونی، کراچی ۵۔ قیمت مجلد پانچ روپے آٹھ آنے۔

یہ کتاب کوہاٹ کی "جماعت اسلامیہ" (نہ کہ "جماعت اسلامی") کی دعوت وفکر کی ترجمان ہے۔ جناب مؤلف نے اس دعوے کے ثبوت میں پورا زور صرف کیا ہے کہ تمام گناہوں کا سرچشمہ دراصل شرک ہے۔ دوسری بات جس پر استدلال کیا گیا ہے یہ ہے کہ موقف دو ہی ہیں، ایمان اور کفر یا توحید اور شرک۔ اب جس کسی میں کفر یا شرک کی کوئی بات پائی جائے گی، اہلِ ایمان و اہلِ توحید کے لیے لازم ہوگا کہ وہ اسے کافر و مشرک قرار دیں۔ اس نقطۂ نظر کا اثر پوری کتاب میں پھیلا ہوا ہے یعنی داعیانہ دردمندی کی جگہ بگڑے ہوئے مسلمانوں کے لیے شدت و نفرت کے جذبات زیادہ نمایاں ہیں۔ مؤلف کے حسن نیت میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا، مگر تشدد ہمیشہ اصلاح میں مانع ہوا کرتا ہے۔

حقائق الاسلام (حصہ اول) | از جناب حافظ محمد سرور صاحب کوہاٹی۔ ملنے کا پتہ:۔ دفتر جماعت اسلامیہ نزد محلہ جمعہ خاں۔ شہر کوہاٹ۔ صوبہ سرحد۔ قیمت مجلد چار روپے۔

اس کتاب میں "جماعت اسلامیہ" کے اصول و قواعد اور اغراض و مقاصد کو پیش کیا گیا ہے اور اسلامی اعمال و اخلاق کی حقیقت ایک خاص نقطۂ نظر سے بیان کیا گیا ہے۔ نقطۂ نظر وہی ہے جو اوّل الذکر کتاب میں نمایاں ہے۔

PRAYER FOR PROGRESS | مؤلفہ: جناب عبدالرزاق صاحب بی۔ اے۔ شائع کردہ: شیخ محمد اشرف کشمیری بازار، لاہور۔ قیمت درج نہیں۔

مؤلف نے انگریزی زبان میں موجودہ دور کے ذہنی تقاضوں کو سامنے رکھ کر اسلامی نقطۂ نظر سے عبادت کی حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے اور ثابت یہ کرنا چاہا ہے کہ خدائے واحد سے عبادت کا رشتہ استوار کیے بغیر صحیح انسانی ارتقاء ممکن نہیں ہے۔ انداز بیان اور طرز استدلال میں نیا رنگ شامل ہے اور تحریر کے پس منظر میں اچھے جذبات کارفرما ہیں۔ ہلکا سا ذوق تصوف بھی اثر انداز ہوا ہے۔ اس موضوع کے بعض خطرناک مراحل کا خاص طور پر جائزہ لینے پر یہ اطمینان ہوا کہ مؤلف خوب بچ کر نکلے ہیں۔ حیرت ہے کہ مؤلف نے ایک طرف تو خدا کے حضور پوری کائنات کے عبادت گذار ہونے کا وسیع تصور قرآن سے اخذ کیا، لیکن دوسری طرف دنیائے انسانیت کے لیے وہ عبادت کا انفرادی نظریہ لے کر بیٹھ گئے۔ چنانچہ کتاب اس سے بحث نہیں کرتی کہ اجتماعی و تمدنی زندگی اور ایک اسٹیٹ اور ایک سوسائٹی کی تشکیل میں عبادت کے اثرات کیا ہیں۔ تاہم کتاب پڑھی جانے کے قابل ہے۔

اسباب تقسیم ہند | از جناب وصی احمد صاحب۔ ملنے کا پتہ: ۲۰؍ نظام منزل اے، ایم، I، کراچی
قیمت: مجلد تین روپے آٹھ آنے۔

یہ مسلمانانِ ہند کی سیاسی حرکت کی، اور بالخصوص تحریکِ پاکستان کی تاریخ ہے۔ اِس موضوع پر جب تک کوئی اعلیٰ پایہ کی کتاب میدان میں نہ آجائے، وصی احمد صاحب کی اس کوشش کو بساغنیمت سمجھنا چاہیے۔

تشریح الافکار | از جناب سیفی صاحب۔ ملنے کا پتہ: ایم عبدالحمید اینڈ کمپنی۔ اردو بازار۔ لاہور۔ قیمت مجلد تین روپے۔

اس کتاب کی نوعیت کے سمجھنے میں خاصی کاوش سے کام لینا پڑا ہے۔ پوری کتاب دیکھ جانے سے بالآخر یہ اندازہ ہوا کہ مؤلف نے تاریخ انسانیت کو سامنے رکھ کر اس میں اسلام ...... کا مقام واضح کرنا چاہا ہے۔ یوں کہئے کہ مذہب و الحاد کی کشمکش پر ایک تبصرہ ہے۔ اس سلسلے میں کتاب کا دوسرا باب جو فکرِ براہیمی کے عنوان سے ہے خاصی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ اگر چھٹے باب کو شامل کر لیا جائے جو دعوتِ محمدی پر مشتمل ہے تو مؤلف کا تصورِ اسلام سامنے آجاتا ہے۔ مگر بایں ہمہ کچھ پلے نہیں پڑتا۔ اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے بھی بہت سوچنا پڑا۔ سوچنا کیا پڑا، کتاب اور صاحب کتاب کا "تجزیۂ نفس" کرنا پڑا۔ درحقیقت دو ایسے اسباب

ہیں کہ جن کے زیر اثر نہ تو کتاب ایک پرزور دعوتی انداز کی حامل بن سکی ہے اور نہ ایک منظم فکر کی آئینہ دار، پہلا سبب یہ کہ مؤلف مذہبی پہلو سے پیچ در پیچ ذہنی مراحل سے گذرے ہیں، اور دوسرا یہ کہ جس حق کو موصوف حق مانتے ہیں اس کو "فضا کے تنگ و ترش" اور "وقت کے نازک" ہونے کی وجہ سے کھل کر کہہ نہیں سکے۔ آپ کی رائے میں "نازک باتوں کا ابھی وقت نہیں"۔ اس لیے جو کچھ دل میں ہے اور جو کچھ آنکھوں سے دیکھا ہے سارا بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ان نازک باتوں کے کہنے کا وقت وہ ہوگا جبکہ "امریکہ و انگلینڈ کی طرح یہاں بھی ہائڈ پارک بن جائیں گے"۔ ہماری رائے میں اس اخلاقی کمزوری کے ساتھ دوسروں کی رہنمائی اور بصیرت افروزی کے لیے قلم اٹھانا بسا اوقات اور زیادہ الجھنیں پیدا کر دینے کا موجب ہوتا ہے۔

یہ بات کسی طرح سمجھ میں نہ آسکی کہ ایک طرف تو بابوں کے باب پوری تاریخ عالم پر تبصرہ کرنے میں گزرتے ہیں، لیکن آخر میں جا کر بجائے اس کے کہ اس تبصرہ سے اصولی نتائج اخذ کیے جاتے اور اسلام کے عالمگیر اور غیر متغیر حقائق سامنے لائے جاتے، کتاب ہندوستان کی جدوجہد آزادی اور مسلمانوں کی تحریک پاکستان کی طرف ایک غیر متوقع موڑ مڑ جاتی ہے۔ اس مرحلے میں بھی ایک قاری یہ امید کرتا ہے کہ شاید اب پاکستان کے آئندہ نظام حیات کی بات چھیڑنا مقصود ہے اور پچھلے سارے ابواب کا زور استدلال اسی آخری بحث کی پشت پناہی کرنے کے لیے استعمال ہونے والا ہے، مگر افسوس کہ ایسا بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس موقع پر ایک "نمونۂ محشر" کے عنوان سے دسواں باب مسلمانوں پر ہندوؤں کے مظالم کا تذکرہ لیے ابھر آتا ہے۔ یہ باب بڑا اور دردناک اور عبرتناک سہی لیکن یہ باب بھی کسی مقصد تک قاری کو پہنچائے بغیر ختم ہو جاتا ہے۔ اب کتاب ایک اور کروٹ لیتی ہے اور علم و عقل میں مکالمہ شروع ہو جاتا ہے اور اس کے بعد ایک مباحثہ سامنے آتا ہے۔ مگر افسوس کہ ان چیزوں کا کوئی مقصدی تعلق کتاب کے ابتدائی لمبے لمبے ابواب سے نہیں ہے۔

علاوہ بریں مختلف مواقع پر بعض خیالات خاص طور پر کھٹکتے ہیں، مگر ان کی تفصیل یہاں عرض نہیں کی جا سکتی۔ کتابت و طباعت کے غیر معیاری ہونے کا ماتم خود مؤلف نے بھی کیا ہے اور اس میں وہ بیچارے صریحاً مظلوم نظر آتے ہیں۔